شب برأت

فضائل و برکات، اعمال وعبادات، رسوم و بدعات

افادات: حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

فضائل و برکات:

''حم والکتاب المبین –الی قوله : انا کنا مرسلین'': حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب کو برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ ایک قول پر لیلۃ مبارکہ کی تفسیر شعبان کی پندرہویں شب سے کی گئی ہے لیکن اگر یہ تفسیر ثابت بھی نہ ہو تب بھی اس رات کی فضیلت کچھ اس آیت پر موقوف نہیں احادیث سے اس کی فضیلت ثابت ہے۔ (۱)

سو اس تفسیرِ محتمل پر حق تعالیٰ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے کہ: ہم نے کتاب مبین (قرآن) کو اس برکت والی رات میں نازل کیا۔ اس واسطے کہ ہم منذر یعنی ڈرانے والے تھے'' اسی انذار کے لئے قرآن نازل فرمایا۔ آگے اس رات کے بابرکت ہونے کی علت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اس رات کی شان یہ ہے کہ: ''اس میں فیصلہ کیا جاتا ہے ہر امر حکمت والے کا کہ وہ ہمارے پاس سے ہوتا ہے، اور حکیم کی قید واقعی ہے احترازی نہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے تمام امور باحکمت ہی ہیں ان میں کوئی بے حکمت نہیں۔

مطلب یہ کہ تمام امور کا فیصلہ اس رات میں ہوتا ہے، یہ بھی ایک برکت کی رات ہے، کہ اس شب میں تمام امور کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ تمام امور میں سب چیزیں آگئیں، صرف نماز روزہ ہی نہیں بلکہ دنیوی امور بھی اس میں داخل ہیں، مثلاً اس کھیت میں اتنا پیدا ہوگا، جنگ ہوگی، فتح ہوگی، اتنا پانی برسے گا، یہ سب اس برکت میں داخل ہوگیا، سو ایک فرد تو یہ ہے برکت کا۔ دوسری برکت دینی ہے جو احادیث میں مذکور ہے کہ جب شعبان میں پندرہویں رات ہوتی ہے تو حق تعالیٰ اول شب سے ہی آسمان دنیا پر نزول فرماتے

(۱) تفسیر روح المعانی –سورۃ الدخان: ۳-۱۱۰/۹–ط: دار الفکر بیروت

ہیں، یہ خصوصیت اس رات میں بڑھی ہوئی ہے یعنی اور راتوں میں تو پچھلے اوقات میں نزول ہوتا ہے، اور اس شب میں شروع ہی سے نزول فرماتے ہیں۔(۱)

یہ بھی وجوہ برکت میں سے ایک وجہ ہے برکت کی، اس کی قدر وہ کرے گا جس میں اس کو ایک لمحہ غنیمت معلوم ہوگا، وہ تو محبوب کی طرف سے پانچ منٹ بڑھا دینے کو بھی بہت غنیمت سمجھے گا، یہاں تو دو ثلث شب کے بڑھ گئے، یہاں اضافہ اصل سے بھی زیادہ ہوگیا، مجموعہ سے بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ یہ رات جو آنے والی ہے، بہت قابل قدر ہے اس سے محروم نہ رہنا چاہئے۔ بلکہ اگر باعتبار معنی لغوی لیا جائے تو ہر رات لیلۃ القدر ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے:۔

اے خواجہ چہ پرسی زشبِ قدر نشانی ہر شب، شب قدر است اگر قدر بدانی

صاحبو! ہر روز نعمت اور ہر رات دولت ہے، حدیث شریف میں ہے کہ ہر روز نصف شب کے بعد خدا تعالیٰ آسمانِ دنیا پر تجلی فرما کر بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، دنیا ہمارا گھر ہے اور زمین فرش ہے اور آسمان اول گویا دنیا کی چھت ہے، اور سقفِ بیت جز محبیت کہلاتی ہے۔ تو گویا حق سبحانہ تعالیٰ ہمارے گھر تشریف لاتے ہیں اور ہم کو یہ شرف نصیب ہوتا ہے کہ:۔

امروز شاہ شاہان مہمان شدہ است مارا جبریل باملائک درباں شدہ است مارا

اب بات قابل غور یہ ہے کہ کون سے حصہ شب میں جاگنا افضل ہے؟ اس کا فیصلہ قرآن سے بھی ہوتا ہے، اور حدیث سے بھی۔ کیونکہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آخیر شب میں جاگنا اشد ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: "انا ناشئة الليل هی اشد وطا (۲) (بیشک رات کے جاگنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے) اور ناشئۃ اللیل سونے کے بعد متحقق ہوتا ہے (کذافی الجلالین)(۳)۔

القيام بعد النوم: جب ہی وہ اَشد ہوا کیونکہ اس کے اختیار کرنے سے نفس پر مشقت کا اثر زیادہ ہوتا ہے تو وہی افضل ہوگا، آخر سورۃ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اَشد ہے چنانچہ فرماتے ہیں: علم ان

---

(۱) سنن ابن ماجه –کتاب الصلوة– باب ماجاء فی ليلة النصف من شعبان–ص ۹۹ –ط: قديمی

(۲) سورة المزمل :۲

(۳) تفسير الجلالين –سورة المزمل : ۲۹، ص ۴۷۸، ولفظه :"القيام بعد النوم "ط:قديمی

لــن تــحـصـو ہ" ۔اس کومعلوم ہے کہ تم ضبط نہیں کر سکتے ، یہ عدم احصاء آخر شب میں ہوسکتا ہے،قرآن سے معلوم ہوا۔(۱)

حدیث سے بھی اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے، چنانچہ آخر شب کی فضیلت میں کثرت احادیث وارد ہیں، اور قواعد عقلیہ بھی اس پر شاہد ہیں، کیونکہ وہ وقت سونے کا ہے اور عمل کرنا مشکل ہے، اور ایک حدیث میں ہے کہ ''جو شخص رات کو اُٹھ کر التجا کرتا ہے تو (حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں اس لئے کہ میری وجہ سے اس نے اپنی بیوی اور گرم بستر چھوڑ دیا۔(۲)

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آخیر حصہ رات کا افضل ہے۔لیکن اگر کسی کو اس حصہ میں جاگنا دُشوار ہو وہ اول حصہ میں ہی کچھ کرلے کیونکہ اور راتوں میں تو خدا تعالیٰ کا نزول آخر شب میں ہوتا ہے اور اس رات میں اول شب سے ہی نزول ہوجاتا ہے اس لئے جن لوگوں کو آخیر شب میں عبادت کرنا دُشوار ہے، اول شب میں ہی عبادت کر کے فضیلت حاصل کرلیں ،جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عشاء سے ہی عبادت میں مشغول رہیں۔

عبادات:

رہی یہ بات کہ اس شب میں کونسی عبادت کرنا چاہئے تو اس کی بابت حدیث میں کوئی عبادت خاص معین نہیں کہ نوافل ہی پڑھے، یا قرآن شریف ہی تلاوت کرے، وغیرہ وغیرہ جونسی عبادت میں سہولت معلوم ہو اختیار کرلے۔

مستحب اس شب کے متعلق تین حکم ہیں جو حدیث میں وارد ہیں دو قولی حدیث میں ''صـومـوا نهارها وقوموا ليلها''(۳) اس کے لئے دن میں روزہ رکھو اور رات میں شب بیداری کرو۔

---

(۱) تفسير الجلالين –سورة المزمل : ۲۹–ص ۴۷۹– ولفظه :"أى الليل لتقوموا فيمايحب القيام فيه الابقيام جميعه وذٰلک يشبق عليكم"–ط:قديمى .

(۲) مشکوة المصابيح –باب القصة فى العمل – الفصل الثانى –ص ۱۱۰–ط: قديمى كراچى.

(۳) سنن ابن ماجه –باب ماجاء فى ليلة النصف من شعبان– ص ۹۹–ط: قديمى كراچى.

وكذا فى البيهقى فى شعب الايمان ۲۷۸/۳:رقم الحديث ۳۸۲۲–ط: دار الكتب العلمية بيروت.

اورایک فعلی حدیث میں وہ یہ کہ آپ بعد عشاء بقیع الغرقد میں (جو مدینہ منورہ میں ایک قبرستان ہے) تشریف لے گئے اور وہاں مُردوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی، حضرت عائشہؓ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے تھے انہوں نے کہا کہ وہاں جاکر مردوں کے لئے دعاء مغفرت کریں۔ (۱)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ میاں اس رات میں آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں (جس قسم کا نزول ان کی شان کے موافق ہو ہمارے جیسا نزول مراد نہیں) اور فرماتے ہیں: "**هل من داعٍ فاستجيب له هل من مستغفر فاغفر له**"۔ صبح تک یہی کیفیت رہتی ہے۔ (۲)

غرض صبح کو روزہ رکھو رات کو عبادت کرو مُردوں کو نفع پہنچاؤ، اور بہتر یہ ہے کہ اسی طریق پر نفع پہنچاؤ جس طور پر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ یعنی بعد عشاء کے قبرستان میں جاکر مُردوں کیلئے دعا کرو، پڑھ کر بخشو، مگر فرداً فرداً جاؤ، جمع ہو کر مت جاؤ، اور اس کو تہوار مت بناؤ، عجیب لطف حق ہے کہ پندرہویں شب میں ہمیشہ چاندنی ہوتی ہے قبرستان جانے میں وحشت بھی نہ ہوگی۔

رسوم وبدعات:

غرض عبدیت تو یہ ہے کہ جیسے حکم ہو ویسے کرے، مگر لوگوں نے اس شب میں برکات چھوڑ کر بیہودہ حرکات اختیار کر رکھی ہیں، چنانچہ آتش بازی ایسی منکر حرکت ہے نام ہی میں اس کے متکبر ہونے کا اقرار ہے، کہ نام بھی ایسا ایجاد کیا گیا جس میں آتش بھی ہے، اور بازی بھی۔ نام ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ خطرہ کی چیز ہے اور لہو ولعب ہے، بھلا آتش سے تلبّس ہونا بھی کوئی اچھی بات ہے۔

حدیث شریف میں تو یہاں تک ارشاد ہے کہ سوتے وقت چراغ کو گل کر دو۔ (۳) جو کہ عادۃً دور ہی رکھا جاتا ہے، پھر تلبّسِ قریب سے تو ممانعت کیوں نہ ہوگی؟ واقعی بڑی خطرہ کی چیز ہے، چنانچہ بہت سے

(۱) شعب الايمان للبيهقي –باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان – رقم الحديث: ۳۸۲۵– ۳/ ۳۷۹– ط: دار الكتب العلمية بيروت .

(۲) سن ابن ماجه – كتاب الصلوة – ص ۹۹ –ط: قديمي .

(۳) مشكوة المصابيح – كتاب الاطعمة – باب تغطية الأواني – ص ۳۷۲.

واقعات اس کی بدولت ہر سال پیش آتے ہیں، کسی کا ہاتھ جل گیا، کسی کی جان جاتی رہی، کسی کا مکان سیاہ ہوگیا، اور اگر فرضاً کچھ بھی نہ ہوا تو اتلاف مال تو ضرور ہی ہے، جس کی وہی مثل ہے کہ ''گھر پھونک تماشہ دیکھ'' یہاں پر ایک صاحبزادے کا ہاتھ جل گیا ہم کو اُمید تھی کہ اب یہ حرکت چھوٹ جائے گی، اللہ و رسول کی مخالفت بھی ہے، اور دنیا کا مالی و جانی نقصان بھی ہوتا ہے، لیکن بہادر لوگ نہیں باز آئے۔

زیادہ تر پیرانِ نابالغ پر تعجب ہے جن کے دل میں تو یہ ہوتا ہے کہ ہم خود تماشہ دیکھیں مگر چونکہ وقار کے خلاف ہے اس لئے بچوں کو آڑ بناتے، اور یہ عذر کرتے ہیں کہ بچے نہیں مانتے، تماشوں میں بچوں کو ساتھ لے جاتے ہیں۔

صاحبو! ان بچوں کو کیوں بدنام کرتے ہو، بلکہ تمہاری ہی گود میں ایک بچہ ہے جس کو نفس کہتے ہیں۔ وہ تم کو لے جاتا ہے، اگر سچ مچ وہی ضد کرتے ہیں، تب بھی یہ عذر قابل قبول ہے دیکھو! اگر تمہارا بچہ باغیوں میں شامل ہوکر گولہ چھوڑنے لگےتو تم اس کو روکے گے یا نہیں؟ ضرور روکے گے اگر نہ مانے گا تو جبراً روکو گے، اسی طرح یہاں کیوں نہیں روکا جاتا؟ بس یوں کہو کہ گناہ اس کو نہیں سمجھتے، اگر تم خود معصیت کو بُرا سمجھتے تو بچوں کو اس کی عادت کیوں ڈالتے۔ بھلا اگر بچے تم سے سانپ مانگنے لگیں تو کیا دے دو گے؟ پھر جس کو خدا اور رسول نے مضر کہا ہے کیا وجہ ہے کہ اس کی عادت ڈالی جاتی ہے؟

معلوم ہوا کہ خدا اور رسول کے فرمانے کی وقعت نہیں، پھر یہ کہ یہ مال تمہارا کہاں ہے؟ سب خدا ہی کی ملک ہے، تم محض خزانچی ہو چنانچہ ارشاد ہے ''ولله خزائن السموات والارض'' (۱) ہمیں یہ اجازت نہیں کہ جیسے چاہیں خرچ کریں، خدا کا مال ہے اس کی مرضی کے بغیر قیامت میں سوال ہوگا کہ تم نے کہاں سے کمایا اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ پس جب بچوں کو آتش بازی کے لئے پیسے دینا شرعاً حرام ہے تو تم دینے والے کون ہو؟ ہرگز مت دو، اور ضد کرنے دو، اور کھیل تماشہ میں بھی ان کو مت کھڑے ہونے دو۔ (ملخص از وعظ ''شعبان'')

شب برأت کی اتنی اصل ہے کہ پندرہویں رات اور پندرہواں دن اس مہینے کا بہت بزرگی اور

(۱) سورۃ المنافقون: ۷

برکت کا ہے، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کو جاگنے کی اور اس دن روزہ رکھنے کی عادت دلائی ہے، اور اس رات میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے مردوں کے لئے بخشش کی دعا مانگی ہے، تو اگر اس تاریخ میں مردوں کو کچھ بخش دیا کرے، چاہے درود شریف پڑھ کر، چاہے نقد دے کر، چاہے ویسے ہی دُعا بخشش کی کردے، تو یہ طریقہ سنت کے موافق ہے، اس سے زیادہ جتنے بکھیڑے لوگ کر رہے ہیں اس میں حلوے کی قید لگا رکھی ہے اور اس طریقہ سے فاتحہ دلاتے ہیں اور خوب پابندیٔ سے یہ کام کرتے ہیں یہ سب واہیات ہیں۔

شب برأت میں یا شادی میں انار پٹاخے اور آتش بازی چھڑانے میں کئی گناہ ہیں:

اول: مال فضول برباد جاتا ہے قرآن شریف میں مال کے فضول اُڑانے والوں کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے (۱) اور ایک آیت میں فرمایا ہے کہ مال فضول اُڑانے والوں کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے، یعنی ان سے بیزار ہیں۔ (۲)

دوسرے: ہاتھ پاؤں جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف۔ اول جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا خود شرع میں بُرا ہے۔

تیسرے: لکھے ہوئے کاغذ آتش بازی کے کام میں لاتے ہیں، خود حروف بھی ادب کی چیز ہیں، اس طرح کے کاموں میں ان کو لانا منع ہے۔ بلکہ بعض بعض کاغذوں پر قرآن کی آیتیں یا حدیثیں یا نبیوں کے نام لکھے ہوتے ہیں بتلاؤ تو سہی ان کے ساتھ بے ادبی کرنے کا کتنا بڑا وبال ہے؟ تم اپنے بچوں کو ان کاموں کے واسطے کبھی پیسے مت دو۔ (۱)

(۱) بہشتی زیور-حصہ ششم-آتش بازی کا بیان-ص۵-ط: مکتبۃ الایمان اردو بازار کراچی

(۲) سورۃ بنی اسرائیل: ۲۷

(۳) سورۃ الاعراف: ۳۱